مطبوعات مجلس
۴۷

سلسلہ نمبر (۳)

لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ

اور

اس سے سبق

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(بجملہ حقوق محفوظ)

بار چہارم
سنہ ۱۴۰۰ھ سنہ ۱۹۸۰ء

کتابت ——————— ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ——————— نامی پریس لکھنؤ
قیمت ———————

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ
(دار العلوم ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

لسانی وتہذیبی "جاہلیت" کا المیہ اور اس سے سبق ۵
انسان تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے ۷
بہت سی انسانی کامیابیوں کا سہرا غلطیوں کے سر ہے ۹
غلطیوں کا احساس نہ کرنا صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں ۱۰
لسانی وتہذیبی جاہلیت ۱۰
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور ۱۲
اسلام کی ساکھ کو زبردست نقصان ۱۴
بیماری کے جراثیم ۱۶
صحیح دینی شعور کی کمی ۱۷
جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے ۱۸
شیطان کی حکمت عملی ۱۹
عربوں کی فریب خوردگی اور اس کی سزا ۱۹

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن اور حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت ۲۱
زبانیں باعث رحمت، یا باعث زحمت؟ ۲۲
انسان زبان سے زیادہ قیمتی ہے ۲۳
مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں ۲۴
صحابۂ کرام کی جامع تربیت ۲۵
کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو ۲۷
زخم کا مرہم ۲۹
کسی زبان کا اسلامی روح سے محروم رہنا، اور جاہلی تصورات اور عقائد کا
غلام ہونا، بہت بڑا خطرہ ہے ۳۰
ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ ۳۱

www.abulhasanalinadwi.org

لسانی و تہذیبی جاہلیت" کا المیہ

اور

اس سے سبق

www.abulhasanalinadwi.org

یہ تقریر ۲۳ مئی ۱۹۷۲ء مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کلکتہ (M.S.A) کے ایک عظیم جلسہ میں جس میں طلبہ کے علاوہ اساتذہ اور شہر کے تعلیم یافتہ مسلمان بڑی تعداد میں شریک تھے، امجدیہ ہال زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں کی گئی، تقریر ٹیپ کرلی گئی تھی، مقرر نے اس کو سامنے رکھ کر اور ان نکات کی مدد سے جو اس زبانی اور برجستہ تقریر میں آئے تھے، ذیل کا مضمون مرتب کیا جس کا اصل ڈھانچہ مذکورہ بالا تقریر ہے، ایک برجستہ تقریر میں جس میں مقرر کے سامنے نوٹس بھی نہیں تھے، اور ایک تحریر میں جو فرق ہو سکتا ہے، وہ اس مضمون میں موجود ہے، مضمون کی ترتیب کے وقت چند سطور کا اضافہ کر دیا گیا ہے، جو مقرر ہی کے ایک عربی مضمون سے ماخوذ ہے۔

(سکریٹری مجلس)

www.abulhasanalinadwi.org

انسان تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بیش بہا نعمتیں دی ہیں، ان میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ وہ اپنے تجربوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، اگر اس کو راستہ چلتے ٹھوکر لگ جاتی ہے تو وہ جھک کر دیکھنے لگتا ہے کہ اس کو کس چیز سے ٹھوکر لگی، وہ راستہ کے اس پتھر کو ہٹا دیتا ہے، یا اس سے بچ کر چلتا ہے، اور اگر کسی راستہ میں ایسے ہی پتھر پڑے ہوئے ہیں، یا پیچ و خم ہیں، تو وہ دوسرا صاف، سیدھا اور ہموار ... راستہ اختیار کرتا ہے، اس سے جب کوئی شدید غلطی ہوتی ہے، یا کسی معاملہ میں اسکو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے، تو وہ اس کے اسباب و علل پر غور کرتا ہے، اس ناکامی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور آئندہ ایسی غلطیوں سے بچنے کی جد و جہد کرتا ہے، جنکی وجہ سے اس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اسباب و نتائج کا یہ تجزیہ (ANALYSIS) انسان کی وہ فطری صلاحیت اور خداداد عطیہ ہے جس سے جانور عام طور پر محروم ہیں، اور جس کی وجہ سے انسان اعلیٰ مراتب کمال تک پہونچا، اور انسانی تہذیب و تمدن، اور علوم و فنون نے اتنی ترقی کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کی تعریف یہ نہیں کہ وہ غلطی نہیں کرتا، غلطی کرنا تو اس کی سرشت اور خمیر میں داخل ہے، اور آدم کی میراث ہے، تعریف یہ ہے کہ وہ غلطی کا اعتراف کرتا ہے، اس پر نادم ہوتا ہے، اس کی تلافی کرتا ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، اور بعض اوقات اپنی ایک لغزش اور غلطی پر اسکو ایسی ندامت ہوتی ہے، کہ اس سے وہ میدان ترقی میں ہزاروں لاکھوں میل کی مسافت آن کی آن میں طے کرلیتا ہے، اور اس مقام تک پہونچ جاتا ہے جہاں غلطی اور توبہ کے بغیر وہ برسوں میں بھی نہیں پہونچ سکتا تھا، اور اس کی اس ترقی او پرواز پر معصوم فطرت فرشتوں کو بھی رشک آنے لگتا ہے، نسل انسانی کے مورث اعلےٰ حضرت آدمؑ سے بھی غلطی ہوئی تھی، لیکن انھوں نے اس غلطی پر اصرار نہیں کیا، بلکہ ان لفظوں میں اس کا اعتراف، اور اس پر ندامت کا اظہار کیا کہ رحمت الٰہی کے دریا میں ایک تلاطم برپا ہوگیا، اور ان کو محبوبیت کا وہ مقام حاصل ہوگیا، جو شاید اس لغزش سے پہلے حاصل نہ تھا انھوں نے کہا:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا	اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥	اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا، اور ہم پر رحم نہیں کریگا
(سورۃ الاعراف ۲۳)	تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

انکو اس توبہ اور ندامت سے جو ترقی حاصل ہوئی، اس کا قرآن مجید نے خود اعلان فرمایا ہے:۔

وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ٥ ثُمَّ	اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف
اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ	کیا، تو وہ بے راہ ہوگئے، پھر ان کے پروردگار نے

www.abulhasanalinadwi.org

وَهَدٰى ۝ ان کو نوازا اور ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی

اور سیدھی راہ بتائی (سورہ طٰہٰ ۱۲۱-۱۲۲)

لیکن شیطان کا معاملہ اس کے برعکس تھا، اس نے اپنی غلطی اور نافرمانی پر اصرار کیا، اور اپنے عمل کی صحت اور جواز کے لئے دلائل دیئے۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں، مجھے

خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ (سورۃ الاعراف ۱۲) تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، اور اسے مٹی سے بنایا ہے

بہت سی انسانی کامیابیوں کا سہرا غلطیوں کے سر ہے

انسانی ترقیات اور تہذیب و تمدن کی وسعت اور ارتقاء میں غلطیوں کا حصہ، صحیح اقدامات، اور راست روی سے شاید کم نہیں، بلکہ بعض انسانی فتوحات اور کامیابیوں کا سہرا انھیں غلطیوں کے سر ہے، اس طرح انسانی تاریخ جس طرح انسانوں کے صحیح فیصلوں، اور صحیح عمل کی مرہون منت ہے، اسی طرح غلطیوں، لغزشوں اور نادانیوں کی بھی، اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے آپ کو تاریخ میں بہت سی مثالیں ملیں گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جزیرہ نمائے سینا میں صحیح سلامت پہونچنا، اور فرعون کے لشکر کا بحر احمر میں غرق ہونا حضرت موسیٰ کے رات کے اندھیرے میں راستہ بھول جانے کا نتیجہ تھا، نئی دنیا (امریکہ) کی دریافت کولمبس کی غلطی، اور غلط فہمی کا نتیجہ تھا، جو ہندوستان کی تلاش میں نکلا تھا۔ وعلیٰ هٰذا القياس،

www.abulhasanalinadwi.org

غلطیوں کا احساس نہ کرنا صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں

اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرنا، اور اپنے تجربوں اور ناکامیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، غلطیوں اور ناکامیوں کے اسباب وعلل کو تلاش نہ کرنا، ایک ہی غلطی بار بار کرنا، اور ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسا جانا ایک صحیح الفطرت اور صحیح الحواس انسان کا شیوہ نہیں ہے اور مومن کو تو یہ کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا، جسکو اللہ تعالےٰ نے فراست ایمانی عطا فرمائی ہے، اور عقل و تجربے سے فائدہ اٹھانے کی سب سے زیادہ دعوت دی ہے، قرآن شریف نے گروہ منافقین کی یہ کمزوری اور عیب بیان کیا ہے، کہ وہ واقعات اور تجربات سے بالکل فائدہ نہیں اٹھاتے، اور سال میں کئی کئی بار آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں:-

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ (سورۃ التوبہ ۱۲۶)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں، نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

مومن کی اسی صلاحیت پر اعتماد کرتے ہوئے ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون آیا ہے، "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ" (مومن ایک ہی سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جاتا)

لسانی و تہذیبی جاہلیت

ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک قدیم اسلامی ملک، اور مسلمانوں کے خالص اکثریت

www.abulhasanalinadwi.org

والے علاقے میں جو علماء اور مشائخ، اور مدارس و خانقاہوں کی سرزمین تھی جس کے چپہ چپہ پر مسجدیں اور خانۂ خدا تھے، جس کیلئے صدیوں اولیاء کرام نے آبِ دیدہ، اور خونِ جگر بہایا، اور جس کی زمین انکے آنسوؤں سے نم، اور جس کی فضا ان کے نالہ ہائے نیم شبی سے گرم تھی، زبان و تہذیب کے جنون کی ایک تیز و تند لہر اٹھی، اور دیکھتے دیکھتے صدیوں کی محنتوں پر پانی پھر گیا، مسلمان نے بے تکلف مسلمان کا گلا کاٹا، بے گناہ انسان اس طرح مارے گئے جیسے سانپ اور بچھو مارے جاتے ہیں، اور ان پر کوئی رحم نہیں کھایا جاتا، جن لوگوں نے اس ملک میں پناہ لی تھی، ان کے لئے اب اس ملک میں کہیں پناہ نہ تھی، نہ کسی دل میں ان کیلئے رحم کا جذبہ تھا، نہ کسی آنکھ میں ان کیلئے کوئی آنسو، انسانوں کا شکار اس طرح کھیلا جارہا تھا، جیسے کسی جنگل میں درندوں، پرندوں کا، اور کسی تالاب و دریا میں مچھلیوں کا کھیلا جاتا ہے، نہ شریف عورتوں کی عصمت محفوظ رہی، نہ بوڑھوں کے بڑھاپے پر ترس کھایا گیا، نہ معصوم بچوں کی چیخ پکار پر کان دھرے گئے، بھوک پیاس کا عذاب، سنگ دلی اور شقاوت کی کوئی قسم ایسی نہ تھی، جو اپنے بھائیوں کے لئے روا نہ رکھی گئی ہو، زبان کی "وثنیت" (بت پرستی) عقیدۂ توحید پر، قوم پرستی، اور نسل پرستی اسلامی وحدت پر، اور حمیت جاہلیت اور عصبیت اخوتِ اسلامی پر، اس طرح غالب آگئی کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی خطۂ زمین پر ابھی تک اس طرح غالب نہیں آئی تھی اور اسلام اور مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں کبھی اس طرح ذلیل نہیں ہوئے، جس طرح اس زمانہ میں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تہذیب کے آذر نے تراشوائے صنم اور

مختلف زبانیں، تہذیبیں، تمدن اور طرزِ معیشت دنیا میں اس وقت سے ہیں، جب سے انسان ہے، انسانیت نے ہمیشہ ان کے سایہ میں آرام اٹھایا، ان کی وجہ سے زندگی کا لطف بڑھا، اور اس کے اندوختہ، اور سرمایہ میں اضافہ ہوا، اللہ تعالے نے انسانوں پر اپنا یہ احسان یاد دلاتے ہوئے، فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ٥
(سورہ حجرات ۱۰)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک خدا سب کچھ جاننے والا، اور سب سے خبردار ہے۔

دوسری جگہ ہے :-

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ٥
(سورہ روم ۲۲)

اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور تمہاری زبانوں، اور رنگوں کا جدا جدا ہونا، اہل دانش کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن بنی نوع انسان کی طویل تاریخ میں جو اس قسم کے سنگین واقعات، المیوں، اور مضحکہ خیز ڈراموں سے بھری ہوئی ہے، ہم کسی ایسی جنگ سے واقف نہیں جو صرف زبان اور کلچر کے لئے لڑی گئی ہو، عرب اپنے قوت بیان، اور لسانی تعصب میں مشہور تھے، یہاں تک کہ وہ اپنے سوا تمام لوگوں کو "عجمی" (گونگا) کہتے تھے، لیکن تاریخ نے کوئی ایک واقعہ ایسا ریکارڈ نہیں کیا، جس میں عرب عجم سے کبھی اپنی زبان کی بنیاد پر لڑے ہوں، اسلام نے تو اس تعصب کو حرام و ناجائز کہا تھا، اس کا نام "حمیة جاهلية" رکھا تھا، اور اس پر سخت نفرین کی تھی، اس کو جاہلیت کی قابل نفرت یادگار، کفر و جنگجوئی کا رمز، اور اللہ و رسول کے خلاف جنگ کے مرادف، اور اس کے جھنڈے کے ... نیچے مرنے کو حرام موت، یا جاہلی اور غیر اسلامی موت قرار دیا تھا، لیکن جاہلیت کی تاریخ میں بھی زبان کے مسئلہ میں ہمیں کسی ایسے معرکہ کا ذکر نہیں ملتا۔

یہ در حقیقت یورپ، اور اس کی انتہا پسندانہ قوم پرستی کا فیض ہے، جس نے زبان اور کلچر کو "مقدس" لباس عطا کیا ہے، اور اسکو ایک ایسا بت بنا دیا ہے، جس کے لئے انسانوں کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے، اور خون بہایا جاتا ہے، اس کے نتیجہ میں اکثر ملکوں میں پرانی تہذیب کے احیاء کا شوق، زبان کا تعصب، اور اس کیلئے مرمٹنے کا جذبہ پیدا ہوا، اور لوگوں کو زبان کی ایک نئی صلیبی جنگ (CRUSADES) یا "جاہلیت" (PAGANISM) کا سامنا کرنا پڑا، جس کا تجربہ اب تک نہ ہوا تھا، یورپ کا یہ پروپیگنڈہ جو بڑی گہرائی، اور دوربینی کے ساتھ تیار کیا گیا تھا، ان مسلم اقوام

www.abulhasanalinadwi.org

میں بھی پوری طرح پھیل گیا، جو بہت صحیح العقیدہ سلیم الفطرت، اور دینی و ایمانی جذبات کی حامل تھیں، اور جن سے بجا طور پر یہ توقع تھی، بلکہ یقین تھا، کہ وہ اپنے دین اسلام، اور سلامتِ فطرت کی وجہ سے کم از کم دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں اس لسانی وثنیت سے بہت دور رہیں گی، جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند اور دلیل نہیں اور جس کی خدا کی میزان میں رائی کے دانہ کے برابر بھی قیمت نہیں۔

لیکن اچانک عالم اسلام، اور اسلام و وحدت اسلامی پر عقیدہ رکھنے والوں کے سامنے ایک نئی صورت حال آئی، اور زبان کا یہ فتنہ ایک آتش فشاں کی طرح ایک اسلامی ملک کے قلب وجگر میں پھوٹ پڑا، یہ آفت یا قیامت جو سامنے آئی، وہ کچھ رضائے الٰہی کے لئے، یا شیطان کی سرکوبی و تذلیل کے جذبہ سے نہیں تھی، اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ اخوت اور امن و اطمینان کا دور دورہ ہو، نیکیاں فروغ پائیں اور برائیاں ختم ہوں، یہ سب اس لئے ہوا کہ اس قوم کی بڑی جمعیت فرنگی نشینہ گروں، اور قومیت کے انتہا پسند پرستاروں کے ہاتھ میں کھیلنے لگی اور وہ ایک خطرناک سازش کا شکار ہو گئی۔

اسلام کی ساکھ کو زبردست نقصان

اس انسانی قتل عام، خون مسلم کی ارزانی، اور جانی و مالی نقصان پر بھی جتنے آنسو بہائے جائیں کم ہے، لیکن ان واقعات کا سب سے زیادہ شرمناک پہلو یہ ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے مخالفین کو اسلام کی ناکامی کے ثبوت کے لئے ایک دلیل ہاتھ آئی، اور انھوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اسلام میں رابطہ بننے، اور مختلف قوموں، اور نسلوں کو (جن کی زبانیں اور رنگ و نسل مختلف ہیں) متحد کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، نیز یہ کہ اسلامی عقیدہ پر کسی معاشرے، اور کسی ریاست (STATE) کے قائم ہونے، اور اگر قائم ہو جائے تو باقی رہنے کا امکان نہیں، یہ وہ معنوی خسارہ ہے، جس کا کوئی خسارہ مقابلہ نہیں کر سکتا آپ ہندوستان کے عظیم ترین تجارتی مرکز میں رہتے ہیں، جانتے ہیں کہ ایک تاجر کے یہاں نفع نقصان، بازار کے اُتار چڑھاؤ، اور تجارتی مد و جزر کی کوئی اہمیت نہیں، اس کا اصل سرمایہ اس کی ساکھ اور اس کا اعتبار ہے، اسی وجہ سے کسی فرم کا ٹریڈ مارک بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور وہ ہزاروں، لاکھوں روپیوں میں خریدا جاتا ہے، حالیہ واقعات نے اسلام کی ساکھ کو بڑا نقصان پہونچایا اور اسلام کی تبلیغ کرنے والوں، اور اس کو دنیا کی سب سے بڑی قوت جامعہ (UNITING FORCE) کے طور پر پیش کرنے والوں کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر دیں، اور ایک طرح سے پچھلی تاریخ کو بھی جس پر مسلمان کو فخر ہے، بہت سے لوگوں کی نگاہ میں مشکوک بنا دیا جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے عرب و عجم، گورے کالے، قرشی و حبشی، ایشیائی و افریقی، فقیر و غنی، اور محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑا کر دیا تھا، ہمارے نزدیک تو یہ تاریخ ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے، اور ساری دنیا نے ہمیشہ اسلام کی اس کامیابی پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا ہے، لیکن اب ہم کس منہ سے کہیں کہ اسلام اپنے پیروؤں میں ایسی وحدت، اور الفت پیدا کرتا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

وہ زبان اور رنگ کے اختلاف کو بالکل بھول جاتے ہیں، اور جسم واحد اور ملت واحدہ بن جاتے ہیں، یہ وہ افسوسناک پہلو ہے جس پر افسوس کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں، اور جس پر خون کے آنسو رونا بھی کافی نہیں۔

بیماری کے جراثیم

ہم نے مانا کہ جو کچھ ہوا وہ سیاسی شاطروں کا ایک کھیل تھا، اور چند فتنہ پرداز اور ناخدا ترس جماعتوں کی بازی گری جس کا یہ سادہ لوح، اور سادہ دل قوم شکار ہو گئی، لیکن ایک پوری کی پوری قوم اور ملک کا ان سیاسی بازی گروں کے مقاصد کا اس آسانی سے آلۂ کار بن جانا، اور اس سیلاب میں تنکے کی طرح بہہ جانا، اور توحید و شرک، اسلام وجاہلیت، تعمیر و تخریب، اور عقل و جذباتیت میں فرق نہ کرنا محض اتفاقی واقعہ، اور قائدین کی ذہانت و صلاحیت، اور عوام کی سادگی اور جہالت کا نتیجہ نہیں، کسی ملک اور کسی دور میں کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتی، جب تک قوم میں اس کے قبول کرنے کی صلاحیت، اور آمادگی نہ پائی جاتی ہو، اور اس کی بنیادیں اس کے قلب و دماغ میں پہلے سے موجود نہ ہوں، اگر قوم اس تحریک کیلئے پہلے سے تیار نہیں ہوتی، تو یہ آندھی اٹھتی ہے اور نکل جاتی ہے، سیلاب آتا ہے اور گذر جاتا ہے، اعصابی دورہ (ہسٹیریا) بھی ایک عارضی کیفیت ہوتی ہے، وہ زیادہ دیر قائم نہیں رہتی، لیکن ان حالات و واقعات کا اتنے دن تک قائم رہنا، اور ان کی عمومیت و وسعت بتاتی ہے کہ ملک میں پہلے سے اس بیماری کے

www.abulhasanalinadwi.org

جراثیم موجود تھے، اور اس قوم کی اسلامی تعلیم و تربیت میں ضرور کچھ ایسی خامیاں رہ گئیں جن کی وجہ سے یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

صحیح دینی شعور کی کمی

میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ اس قوم میں صحیح دینی شعور کی کمی تھی، قلب کے ساتھ دماغ کا مومن ہونا بھی ضروری ہے، تنہا اسلام کی محبت کافی نہیں، اس کے ساتھ خلاف اسلام فلسفوں، اور دعوتوں کی نفرت بھی لازمی ہے، بلکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر طاغوت اور شیطان، اور جاہلیت کے داعیوں سے بغاوت اور بیزاری کو ایمان باللہ سے پہلے ذکر کیا گیا ہے:۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۝ (سورہ بقرہ ۲۵۶)

پس جو کوئی سرکش کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

خود کلمہ میں نفی کو اثبات پر مقدم رکھا گیا ہے، اور "اِلَّا اللّٰہ" سے پہلے "لا الٰہ" کہا گیا ہے، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی، اور ایک مسلمان اس وقت تک حقیقی ایمان کا ذائقہ شناس نہیں ہو سکتا جب تک اس کو کفر اور مظاہر کفر سے وحشت اور دہشت نہ پیدا ہو، صحیح بخاری میں ہے:۔

ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ

تین باتیں جس میں ہوں گی، وہ ایمان کا

الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما، وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ، وان یکرہ أن یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ منہ کما یکرہ أن یلقی فی النار۔ (صحیحین)

حلاوت محسوس کرے گا ایک یہ کہ اللہ اور رسول اسکو ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ کسی انسان سے اسکو محض اللہ کے لئے محبت ہو، تیسرے یہ کہ اس کو کفر کی طرف واپس جانے کے تصور سے جبکہ اللہ نے اسکو اس سے نجات دے دی، ایسی وحشت اور نفرت ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کے خیال سے ہوتی ہے۔

جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے

مسلمان کو اسلام کے خلاف کرنے اور دشمنوں کا آلۂ کار بننے سے ایسی وحشت ہونی چاہیئے کہ اگر خواب میں بھی کوئی واقعہ ایسا دیکھے تو اس کے منہ سے چیخ نکل جائے اور وہ توبہ اور استغفار کرے، جاہلیت سے صرف جذباتی نفرت ہی کافی نہیں ہے مسلمان کے لئے جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے، وہ کبھی اس کے بارے میں دھوکہ نہ کھائے اگر جاہلیت غلاف کعبہ اوڑھ کر، اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر آئے، جب بھی وہ لاحول پڑھے، اور اس سے پناہ مانگے، وہ کسی بھیس میں اسکے سامنے آئے تو وہ اسکو پہچان جائے، اور اسکو مخاطب کر کے کہے

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

www.abulhasanalinadwi.org

شیطان کی حکمتِ عملی

شیطان کی حکمتِ عملی، اور جنگی سیاست (STRATEGY) یہ ہے کہ وہ مسلمان میں جو کمزور پہلو دیکھتا ہے، وہ اسی طرف سے حملہ آور ہوتا ہے، وہ ہر طبقہ اور ہر فرد پر ایک ہی طریقہ، اور ایک ہی ہتھیار نہیں آزماتا، وہ دینداروں اور عابدوں کو عوام کے درجہ کے فسق و فجور کی ترغیب نہیں دیتا، کہ اس میں اس کو کامیابی کی امید نہیں، وہ انکو ریا، تکبر، خود پسندی، حب جاہ، اور حسد جیسے امراض میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے قومی سربلندی، حکومت و اقتدار کی ہوس، اور دوسروں کے بجائے اپنے ملک کے وسائل کا خود استعمال کرنا، اور اپنے اوپر خود حکومت کرنا، اور اپنی زبان اور کلچر کو فروغ دینا، ہر قیمت پر اپنے ملک کا بول بالا کرنا، یہ وہ خوشنما اور دل فریب مقاصد، اور یہ وہ دلکش اور شیریں خواب ہیں، جن کے بڑے بڑے اہل علم، اور بعض اوقات بڑے بڑے دیندار بھی فریفتہ ہوجاتے ہیں۔

عربوں کی فریب خوردگی، اور اسکی سزا

شیطان نے عربوں کو یہی سبز باغ دکھایا، ان سے کہا کہ قرآن مجید تمہاری زبان میں نازل ہوا، اللہ کا رسول تم میں مبعوث ہوا، خانہ کعبہ اور تمام عالم کا قبلہ تمہاری سرزمین میں ہے، حرم، اور رسول کی آخری آرامگاہ تمہارے ملک میں ہے، تم قرآن و حدیث

www.abulhasanalinadwi.org

اور اسلام کے اسرار و حقائق کو جیسا سمجھ سکتے ہو، دنیا میں کونسی قوم ایسا سمجھ سکتی ہے پھر اس سب کے باوجود خلافت کا مرکز تم سے ہزاروں میل دور، سمندر پار قسطنطنیہ میں ہو، اور ترک تم پر حکومت کریں، جن کی نہ زبان عربی ہے اور نہ نسل عربی، یہ منطق ایسی تھی کہ بہت سے عربوں نے جن کو اقتدار کی تمنا تھی، اور وہ عرصہ سے ایک عرب ایمپائر کا خواب دیکھ رہے تھے، نیز ان کو ترکوں سے بہت سی شکایتیں تھیں، اور ان کے احساس برتری اور حاکمانہ رویے سے نالاں تھے، ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا، اور وہ برطانوی شاطروں کے مقاصد کا آلۂ کار بن گئے، شریف مکہ نے مرکز اسلام میں بیٹھ کر اور شام و عراق کے عربوں نے اپنے اپنے ملکوں میں اتحادیوں کا ساتھ دیا، اور ان کے منصوبہ کی تکمیل میں معاون بن گئے، ترکوں کو شکست ہوئی، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا، وہ حصار جس کے اندر مسلمان عزت کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے، منہدم ہو گیا، مغربی طاقتوں کو اب کسی کا ڈر نہیں رہا، اور مسلمانوں کی طرف سے کوئی انگلی ہلانے والا بھی نہیں رہا، اس کے نتیجہ میں فلسطین یہودیوں کا قومی وطن (NATIONAL HOME) بنا، اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی جو عربوں کی چھاتی پر کھونٹے کی طرح قائم ہے بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا، یہ سب اس عصبیت جاہلیہ کا کرشمہ ہے، جس کا عرب شکار ہوئے، اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن اور حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت

قرآن و حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے، کہ کسی نسل یا خون، رنگ، زبان تہذیب کی بنا پر اتحاد، ضد حمایت اور جتھا بندی، اس کی بنیاد پر محبت و نفرت، تعلق اور قطع تعلق، صلح و جنگ، وہ جاہلی عصبیت ہے جس کی مذمت سے قرآن و حدیث بھرے ہوئے ہیں، قرآن شریف میں ہے:-

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ (سورۃ الفتح ۲۶)

جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی، اور ضد بھی جاہلیت کی۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے:-

ليس منا من دعا إلى عصبية وليس منا من قاتل على عصبية وليس منا من مات على عصبية، (ابوداؤد)

وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے، جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر ہو۔

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی، اور مہاجر نے یا للمهاجرين (اے مہاجرو) اور انصاری نے یا للانصار (اے انصار) کا نعرہ لگایا

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:۔ "دعوھا فانھا منتنة"[1] (ان جاہلی نعروں کو چھوڑو، یہ گندی اور بدبودار چیزیں ہیں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان جاہلی نسبتوں، اور ان کے نام پر اپیل کرنے، اور ان کی دہائی دینے سے ایسی نفرت تھی کہ آپ نے ان سے کام لینے والوں کی ہر طرح سے ہمت شکنی، اور توہین و تذلیل کی ہدایت فرمائی، اور باوجود اس کے کہ آپ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لئے بھی کوئی درشت، اور نا ملائم لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے، آپ نے سخت ترین الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس میں مطلق رورعایت کرنے، اور اشارہ، کنایہ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا۔[2]

زبانیں باعث رحمت، یا باعث زحمت؟

درحقیقت زبانوں کا اختلاف بالکل قدرتی، اور فطری ہے، بلکہ اسکو قرآن مجید میں خدا کی ایک نعمت، اور قدرت کی ایک نشانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اوپر یہ آیت گذر چکی ہے:۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ۝ (سورة الروم ۲۲)	اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور تمہاری زبانوں، اور رنگوں کا جدا جدا ہونا، اہل دانش کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

---

[1] بخاری [2] ملاحظہ ہو مشکوٰۃ جلد دوم۔ الفصل الثانی، باب المفاخرۃ والعصبیۃ، حدیث "من تعزّٰی بعزاء الجاہلیۃ فاعضوہ بھن ابیہ ولا تکنوا"

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن جب اس زبان کے معاملہ میں غلو و مبالغہ کیا جاتا ہے، اور اس کی تقدیس شروع ہو جاتی ہے، اس کو معبود و مسجود بنا لیا جاتا ہے، تو وہ رحمت کے بجائے عذاب، تعمیر کا ذریعہ بننے کے بجائے تخریب کا ذریعہ بن جاتی ہے، اور اس کے استھان پر انسان اس طرح بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں، جیسے پہلے کبھی دیویوں اور استھانوں پر انسانوں کی قربانی کی جاتی تھی، زبان اس لئے ہے کہ وہ ٹوٹتے ہوئے دلوں کو جوڑے، اس سے نکلا ہوا ایک لفظ مردوں میں جان ڈال دے، اور محبت کے پھول برسائے، بیگانوں کو یگانہ، دور کو نزدیک اور دشمن کو دوست بنائے، اس کا کام نفرت پیدا کرنا، انگارے برسانا، بھائی کو بھائی سے جدا کرنا، نفرت کا زہر پھیلانا نہیں، اگر زبان سے یہی کام لیا جانے لگے تو اس سے گونگا اور بے زبان ہونا ہزار درجہ بہتر ہے، اور انسان اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ اگر دنیا کی سب قومیں، اور قوموں کے تمام افراد گونگے پیدا ہوتے، اور اشاروں سے باتیں کرتے تو شاید انسانیت کے حق میں یہ اس سے بہتر ہوتا کہ اپنی اپنی زبان کے غرور اور عشق میں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا جائے، بے زبان عورتوں اور معصوم بچوں کو خاک و خون میں لٹایا جائے، اور ملک کو تباہی و بربادی کے عمیق غار میں ڈھکیل دیا جائے۔

انسان زبان سے زیادہ قیمتی ہے

زبانیں انسانوں کے لئے بنی ہیں، انسان زبانوں کے لئے نہیں بنے ہیں، ایک انسانی جان کی قیمت زبان و ادب کے پورے ذخیرے، ہزاروں ادبی شہکاروں،

www.abulhasanalinadwi.org

شعر و شاعری کے ہزاروں دفتروں، اور فصاحت و بلاغت کے دریاؤں اور سمندروں سے زیادہ ہے، زبانیں پیدا ہوئیں، اور مٹیں، بگڑیں اور پھیلیں، ان میں ہزاروں تبدیلیاں ہوئیں، لیکن انسان سدا سے انسان ہے، اور ہمیشہ انسان رہے گا۔

مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں

ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم نے دینی جذبہ، عبادت کا ذوق، اور دینی معلومات کی ترقی کی جتنی کوشش کی، اتنا شعور صحیح اور بیدار کرنے کی کوشش نہیں کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل اور شعور میں وہ تناسب نہیں جو ہونا چاہیئے، ایک آدمی آپ کو بڑا دیندار، عابد و تہجد گذار ملے گا، لیکن اس کا دینی شعور بالکل ناپختہ اور طفلانہ ہوگا، بعض مرتبہ وہ دین کی بنیادی تقاضوں سے ناواقف نظر آئے گا، اور وہ ایسی غلطی کر بیٹھے گا، جو کسی صاحب شعور مسلمان سے حد درجہ مستبعد ہے، یہ ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرق نہ سمجھتا ہو اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی عیار و شاطر کا شکار ہو جائے اور وہ اس کو اپنے مذموم مقاصد اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے استعمال کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے، اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تضاد محسوس نہ ہو، تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی، اور حالیہ واقعات اس کا بہترین نمونہ ہیں، جن میں ان مسلمانوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

جو اپنے دینی جذبہ میں ہندوستان کی دوسری آبادی کے مقابلہ میں زیادہ نیک نام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اثر پذیری، اور رقت کا حصۂ وافر عطا فرمایا، جو دین اور شعائر دین سے والہانہ محبت رکھتے تھے، جو وعظ کے مجالس اور دینی اجتماعات میں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے تھے، اور پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے، بہت سے مقامات میں سیاسی شاطروں کی چالاکی کا شکار ہو گئے، اور اس خونی کھیل میں شریک ہو گئے، یا کم سے کم اس فتنہ کا اس جرأت سے مقابلہ نہیں کر سکے جس جرأت سے ایک صاحب شعور قوم کو کرنا چاہیئے تھا۔

صحابۂ کرام کی جامع تربیت

لیکن صحابہ کرام کا معاملہ اس سے بالکل الگ تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مکمل اور جامع تربیت فرمائی تھی، جہاں ان کے اندر عمل کا وہ جذبہ پیدا کیا گیا تھا جس کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں ناپید ہیں، وہاں ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کر دیا گیا تھا، کہ وہ صحیح اور غلط، ظلم و عدل، اور جاہلیت و اسلام میں ہر وقت امتیاز کر سکتے تھے، ان کا ذہن اتنا سلیم اور مستقیم بنا دیا گیا تھا، کہ کوئی ٹیڑھی چیز اس میں گھس نہیں سکتی تھی، جیسے کسی نلکی میں کوئی ٹیڑھی چیز ٹیڑھی ہو کر داخل نہیں ہو سکتی، اسی طرح ان کا ذہن سلیم کسی کج چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔

میں اس کی ایک بہت واضح اور طاقتور مثال پیش کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہو کہ

www.abulhasanalinadwi.org

صحابہ کرام کا تعلق ذات نبوی سے کیا، اور کیسا تھا؟ مختصر یہ ہے کہ توحید کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسی انسان کو کسی انسان سے جتنی عقیدت اور تعلق ہو سکتا ہے، وہ صحابہ کرام کو آپ کی ذات مبارک سے تھا، اور جس کو فارسی کے کسی شاعر نے اس الہامی مصرعہ میں بیان کیا ہے کہ:۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کے مبارک لبوں، اور زبان سے جو چیز نکلتی ہے اس کا منبع اور سرچشمہ وحی اور ہدایت الٰہی ہے، اور آپ کوئی بات اپنے نفس کے تقاضہ سے نہیں فرماتے تھے، ان کا ایمان تھا کہ:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ	اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات
هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ه	نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے، جو
(سورۃ النجم ۳-۴)	(ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

ان خصوصیات کو سامنے رکھ کر اب یہ سنئے، کہ آپ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی مجلس میں فرمایا: "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" (اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہونے کی حالت میں بھی اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی) اس عقیدت، اور عشق کا تقاضہ جس کا اوپر ذکر ہوا یہ تھا کہ وہ اس ارشاد کو بے چون و چرا مان لیتے، اور آنکھ بند کر کے اس پر عمل کرتے، ایسے واضح الفاظ میں فرمادینے، اور اہل زبان ہونے کے بعد ان کے کچھ دریافت کرنے، اور وضاحت چاہنے کا کوئی موقعہ نہ تھا، لیکن جس انداز پر ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت تک تربیت ہوئی تھی، ظلم کی جو مذمت وہ اس زبان مبارک سے ابھی تک سنتے آئے تھے، اور ظالم کا ساتھ نہ دینے کی ان کو جس طرح تلقین کی گئی تھی، ان کو اس میں اور آج کے ارشاد میں ایک کھلا ہوا تضاد محسوس ہوا، وہ خاموش نہ رہ سکے اور انھوں نے ادب سے عرض کیا "یا رسول اللہ ھٰذا ننصرہ مظلوماً فکیف ننصرہ ظالماً؟" (اے خدا کے پیغمبر مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کیجائے ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جا سکتی ہے)؟ آپ نے قطعاً اس پر اپنے کسی تکدر کا اظہار نہیں فرمایا، اور نہ ان پر سرزنش کی، بلکہ نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے اس فرمان کی تفصیل، اور اپنے اس ارشاد کی تشریح فرمائی، فرمایا! ہاں ظالم کی بھی مدد کی جا سکتی ہے، اور کرنا چاہیئے، مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسکا ہاتھ پکڑ لو، اس کو ظلم نہ کرنے دو۔[1] اب آنکھوں پر سے پردہ اٹھ گیا تھا، اور جو گرہ پڑ گئی تھی کھل گئی تھی۔

کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو

اس شعور کی ایک دوسری مثال سنئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی عبداللہ بن حذافہ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا جس کو سیرت و تاریخ کی اصطلاح میں (سریہ) کہتے ہیں، آپ نے ساتھ جانے والوں کو حکم دیا کہ

---

[1] بخاری و مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے امیر کی پوری اطاعت کرنا، ایک موقعہ پر امیر نے کسی بات کا حکم دیا، اس کی تعمیل میں ذرا تاخیر ہوئی، انھوں نے اس پر غضبناک ہوکر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا، جب لکڑیاں جمع ہوگئیں، تو انھوں نے اس کو آگ دکھائی، اور ایک الاؤ روشن ہوگیا، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس میں کود پڑو، انھوں نے انکار کردیا، انھوں نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات ماننے کا حکم نہیں دیا؟ انھوں نے کہا کہ بیشک دیا تھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا، ہم نے اسی آگ سے بچنے کے لئے اسلام کو قبول کیا، اور آپ کا دامن تھاما ہے، اب ہم اس میں کیسے پھاند پڑیں، بات ختم ہوگئی، یہ فوج جب مدینہ پہونچی تو امیر لشکر نے آپ کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کیا، اور اپنے ساتھیوں کی شکایت کی، آپ نے ان کے عمل کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ اگر یہ اس آگ میں گھس جاتے تو پھر کبھی یہ نکل نہیں سکتے تھے، آپ نے فرمایا "انما الطاعۃ فی المعروف" (اطاعت نیک کام ہی میں جائز ہے)[1] آپ نے امت کو یہ زریں اصول دیا، جو اس کی ہر دور میں رہنمائی کرتا رہا ہے، اور جس نے بڑے نازک موقعوں پر جابر اور مستبد بادشاہوں کی اندھا دھند اطاعت، اور گمراہ کن قائدوں اور رہنماؤں کی غیر مشروط پیروی، اور رفاقت سے روکا ہے، وہ اصول یہ تھا کہ "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق"[2] (کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق (خدا) کی نافرمانی ہوتی ہو، اور اس کا کوئی حکم ٹوٹتا ہو، تاریخ اسلام

---

[1] بخاری ومسلم [2] حدیث صحیح (مسند احمد، مستدرک حاکم)

www.abulhasanalinadwi.org

میں مسلمانوں نے بڑے بڑے نازک موقعوں پر اپنے دماغی توازن، اور اپنی قوت تمیز کو برقرار رکھا، اور وہ ہر فتنہ کی آگ کا ایندھن نہیں بن سکے، ان میں ایسے ایسے جری اور ذہین مصلح، اور عالم پیدا ہوئے، جنھوں نے وقت کے دھارے میں بہنے سے انکار کر دیا، اور اس اصول کے ماننے سے انکار کیا کہ۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

وہ واقعات جن کی تاریخ کربلا کے میدان سے شروع ہوتی ہے اور کسی نہ کسی شکل میں اس وقت بھی اس کی جھلک نظر آسکتی ہے، یہ سب اسی زریں اصول کا نتیجہ تھا کہ "لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق"

زخم کا مرہم

عزیز نوجوانو! زخم بہت گہرا ہے، لیکن کوئی زخم نہیں جس کا مرہم نہ ہو، اور جو مندمل نہ ہو سکے، عقل اور عزم شرط ہے، کھوئی ہوئی دولت کی بازیافت، اور بھٹکے ہوئے گلے، اور کھوئے ہوئے ریوڑ کو گھر لانے کی کوشش میں لگ جاؤ، زبانوں سے اگر زہر پھیلایا جا سکتا ہے، تو تریاق بھی مہیا کیا جا سکتا ہے، بلکہ یہ کام پہلے کام سے زیادہ فطری اور آسان ہے کہ زبان کے لئے بھی فطرت کا منشا، اور خدا کا حکم یہی ہے کہ

تو برائے وصل کردن آمدی

نے برائے فصل کردن آمدی

www.abulhasanalinadwi.org

کسی زبان کا اسلامی روح سے محروم رہنا، اور جاہلی تصورات اور عقائد کا غلام ہونا بہت بڑا خطرہ ہے

یاد رکھو کسی زبان، اور لٹریچر کا اسلامی روح، اسلامی تخیلات اور تعبیرات، اسلامی حقائق، اور اصطلاحات سے نا آشنا ہونا، اور دینی علوم کے خزانے سے محروم رہنا بہت بڑا خطرہ ہے، زبان کا دل و دماغ، اور روح و ضمیر سے قریبی تعلق ہے جس زبان پر غیر اسلامی فکر، اور غیر اسلامی ادب کا تسلط ہو، جس زبان پر غیر اسلامی چھاپ ہو، جس زبان کے بولنے والوں کے سوچنے کا طریقہ، اور اپنے مطالب کے ادا کرنے کا انداز دوسرا ہو، جس زبان کے استعارات و تشبیہات، محاورات و تلمیحات کسی مشرکانہ تہذیب یا فلسفہ سے ماخوذ ہوں، اور وہی شخصیتیں، وہی کردار، وہی ادیب و شاعر، اسی کے مصلح اور داعی، اسی کے فلسفی اور مفکر اس کے لئے قابل تقلید اور آئیڈیل ہوں، اس کو اسلامی شخصیتوں سے اور جس فضا میں اسلام پھلا پھولا اس سے بیگانگی ہو، وہ قوم ہمیشہ ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے خطرہ میں مبتلا رہے گی، اور اس کی جاہلی عصبیت کو ہر وقت بیدار کیا جا سکے گا، نسل پرستی اور زبان پرستی کا ایک نعرہ اسکو مجنون، اور از خود رفتہ بنا دینے کے لئے کافی ہے، حالیہ واقعات میں ہم نے اس کا نمونہ دیکھ لیا، اب آپ کا فرض ہے، کہ آپ اس خطرہ کا سدِ باب کریں ان زبانوں میں مہارت پیدا کریں، ان کی زبان و ادب کو نہ صرف اسلامیات سے

www.abulhasanalinadwi.org

مالا مال کردیں، بلکہ ان کی روح اور ضمیر کو مسلمان بنائیں، اور ان کا مزاج اسلامی بنانے کی کوشش کریں، ان شخصیتوں کا رعب، اور ان کا ذہنی تفوق دور کرنے کی کوشش کریں جو ان کو اسلام سے دور اور مشرکانہ تخیلات سے قریب کرتی ہیں، ان میں اسلام اور جاہلیت کے درمیان امتیاز کرنے، اول الذکر سے محبت، اور آخر الذکر سے نفرت کرنے کی ایسی صلاحیت پیدا کردیں کہ آئندہ کوئی جاہلی نعرہ، اور زبان و نسل، ملک و وطن کی دہائی ان کو اسلام اور مسلمانوں سے کاٹ نہ سکے۔

ایک نئے دور کا آغاز ہوگا

اگر توفیق الٰہی سے آپ نے یہ فرض انجام دیا تو ہماری سابقہ غلطی جس کے نتیجہ میں یہ ناشدنی واقعات پیش آئے، وہ ایک بڑی کامیابی کا پیش خیمہ بن جائیگی اور ملت اسلامیہ کے اس قیمتی خاندان کو جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء، اور سیکڑوں کی تعداد میں اولیاء پیدا ہوئے، اور جن کے اندر اب بھی اسلام سے محبت اور دین کے لئے حمیت پائی جاتی ہے، اور جن کے اسلاف نے ماضی قریب میں تیرھویں صدی کے مجاہد اعظم حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ وہ جانبازیاں، اور سرفروشیاں دکھائیں، جنھوں نے ڈاکٹر ہنٹر جیسے نقادوں کو بھی انگشت بدنداں بنادیا، ایک جدید استحکام حاصل ہوگا، اور ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے

www.abulhasanalinadwi.org

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۚ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝	(خدا کی مدد سے) وہ جسے چاہتا ہے، مدد دیتا ہے، اور وہ غالب (اور) مہربان ہے،
(سورۃ الروم ۴-۵)	